علامہ طیبیؒ

(شارح مشکوۃ المصابیح)

ڈاکٹر عبدالرشید رحمت

علامہ طیبیؒ جنہیں اپنے شاگرد ولی الدین الخطیب م: ۷۴۲ھ/ ۱۳۴۱ء کی شہرۂ آفاق کتاب مشکوۃ المصابیح کے سب سے پہلے شارح ہونے کا شرف حاصل ہے کو زیادہ شہرت حاصل نہیں ہوئی۔ آپ کا ذکر اسماء الرجال کی چند مشہور کتابوں میں ملتا ہے وہ بھی صرف چند سطروں تک محدود ہے اور اُن میں بھی ایک جیسی معلومات ملتی ھیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی کوئی تصنیف بشمول شرح مشکوۃ آج تک زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکی۔ حیرت ہے کہ ,,Encyclopedia of Islam,, کے مؤلفین نے بھی علامہ طیبی کو نظر انداز کر دیا۔ امید کی جاتی تھی کہ دائرہ معارف اسلامیہ (مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی) میں اس جلیل القدر عالم کا بہرحال ذکر ہوگا ..... البتہ بروکلمان کے ہاں اس کا مختصر تعارف مل جاتا ہے (۱)۔ اس مختصر سے مقالہ میں اس کمی کو کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ امر موجب دلچسپی ہے کہ شیخ ولی الدین مذکور نے الاکمال میں جہاں دوسرے محدثین کا بالتفصیل تذکرہ لکھا وہاں اپنے شیخ طیبی کو شاید اس قابل نہ سمجھا کہ ان کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ ان کی محدثانہ خدمات اور علم حدیث میں ان کے مقام

کو اجاگر کرتے۔ اس کے برعکس مقدمہ مشکوۃ المصابیح میں اس امر کا ذکر تک نہیں ملتا کہ یہ کتاب انہوں نے اپنے شیخ کے مشورہ سے ترتیب دی جب کہ علامہ طیبی نے اپنی شرح مشکوۃ کے آغاز میں اس کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ البتہ الاکمال کے آخری حصہ میں شیخ ولی الدین نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ میں نے الاکمال شیخ طیبیؒ کے ہاں مطالعہ کے لئے پیش کی جس طرح مشکوۃ المصابیح پہلے پیش کر چکا تھا تو شیخ طیبی نے اسے بنظر استحسان دیکھا جس طرح وہ اس سے پہلے مشکوۃ المصابیح کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر چکے تھے (۲)۔

نام و نسب :

حسین بن عبداللہ بن محمد الطیبیؒ (۳)۔ اکثر اصحاب تراجم نے آپ کے والد کا نام محمد لکھا ہے : ,, الحسین بن محمد بن عبداللہ الطیبیؒ (۴)۔

بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا نام حسین کی بجائے حسن لکھا ہے (۵)۔ لیکن ھمارے نزدیک پہلا نسب نامہ درست ہے۔ کیونکہ ,,الدرر الکامنہ،، کے حاشیہ پر علامہ سخاوی کے یہ الفاظ منقول ھیں :

,,ھذا الرجل سمی نفسه فی اول شرح المشکوۃ الحسین بن عبداللہ بن محمد وکذا سمّاہ شیخنا للمؤلف فی اول تخریجه أحادیث المصابیح کما سمّی نفس ،،(۶)۔

,,اس شخصیت نے اپنا نام شرح مشکوۃ کے شروع میں حسین بن عبداللہ بن محمد لکھا ہے۔ ھمارے شیخ (ابن حجر) نے بھی مصابیح السنة کی احادیث کی تخریج کرتے ہوئے اسے اسی نام سے یاد کیا ہے جس طرح اس نے خود اپنے بارہ میں لکھا ہے اور حسین بن محمد کو کاتب کی غلطی قرار دیا ہے ،،۔

اس کے علاوہ علامہ طیبیؒ کے شاگرد شیخ ولی الدین الخطیب نے الاکمال کے آخر میں یہی نسب نامہ درج (۷) کیا ہے۔ لہذا یہی نسب نامہ درست قرار پائے گا جو خود علامہ طیبیؒ نے اپنے بارہ میں اور ان کے شاگرد نے الاکمال کے آخر میں نقل کیا ہے۔

الطیبی : ,, بالکسر وسکون الیاء وفی آخرها باء مؤحدة ,,(۸) ۔

یعنی طاء کے نیچے زیر پڑھی جائے گی یاء ساکن هوگی اور آخر میں ایک نقطه والی باء ۔ یه طیب سے ماخوذ ہے جس کے معنی خوشبو کے هیں ۔ طیب واسط اور خوزستان کے درمیان ایک چھوٹا سا قصبه ہے۔ علامه یاقوت حموی م ٦٢٦ ھ نے لکھا ہے :

,, طیب کے باشندے نبطی هیں اور ان کی زبان بھی نبطی هی ہے۔ وہ اس سلسله میں مزید لکھتے هیں که طیب کا علاقه شیث بن آدم (علیهما السلام) کے زمانه سے آباد ہے اور اس کے باشندے ملت شیث کے پیروکار رهے هیں ۔ اسلام کی آمد کے بعد یه لوگ مسلمان هو گئے۔ طیب کی طرف بعض طلسماتی واقعات منسوب هیں ۔ که اس علاقه میں کوئی سانپ اور بچھو وغیرہ نہیں پایا جاتا اور بھڑ داخل هوتے هی مر جاتا ہے ,,(۹) ۔

تاریخ کے مطالعه سے یه معلوم هوتا ہے که اس علاقه سے علماء وفضلاء وقتاً فوقتاً پیدا هوتے رهے ۔ ابن اثیر م ٦۳۰ھ نے چند علماء کا خصوصی تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً ۱ ۔ ابوبکر احمد بن اسحاق بن میخاب الطیبی ۲ ۔ ابو عبدالله بکر بن هلال بن عبدالله بن محمد الطیبی (۱۰) ۔ علامه یاقوت حموی نے بھی چند مزید علماء کے نام گنائے هیں ، مثلاً : ۱ ۔ بکر بن محمد بن جعفر الطیبی ، ۲ ۔ ابو عبدالله الحسین بن ضحاک بن محمد الانماطی الطیبی ۔ آخر میں لکھا ہے

,, وقد نسب الیها جماعة من العلماء ,,(۱۱) ۔

بدقسمتی سے علامہ طیبی کے حالات زندگی پردہ خفا میں ہیں چنانچہ اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخ ولادت بھی نہیں لکھی اور نہ ہی ان کی ابتدائی زندگی اور تعلیمی کوائف کے سلسلہ میں کوئی تفصیل ملتی ہے۔ اکثر اصحاب تراجم نے لکھا ہے کہ آپ شافعی تھے اور اپنے دور کے جلیل القدر عالم شمار ہوتے تھے۔ آپ انتہائی سخی، ملنسار اور بااخلاق انسان تھے۔ اوائل عمر میں بہت مالدار تھے لیکن انہوں نے اپنی تمام دولت اللہ تعالی کی راہ میں لٹا دی اور آخر عمر میں محتاج اور فقیر ہو کر رہ گئے۔ امام شوکانی نے البدر الطالع میں لکھا ہے :

,,آپ ایک صحیح العقیدہ عالم دین تھے۔ فلسفیوں اور بدعتیوں کا خوب خوب رد کیا کرتے تھے اور ان کی کمزوریاں اور خامیاں برسرعام بیان کیا کرتے تھے اور ہمیشہ ان کی تردید کے درپے رہتے تھے حالانکہ اس وقت انہی لوگوں کی حکومت تھی اور یہی سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول کی محبت کے حامل تھے۔ حیا دار اور ارکان اسلام کے پابند تھے، طلباء کو ہمیشہ درس دیا کرتے تھے (۱۲)۔

علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی انہی خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے :

,,آپ گرمی، سردی میں نماز کے پابند تھے حالانکہ آخری عمر میں بینائی کافی کمزور ہو چکی تھی۔ طلباء کی خاطر علم کی خدمت کرتے اور ان کی مالی امداد بھی کیا کرتے تھے۔ آپ کے کتب خانہ میں بہت سی نفیس و نایاب کتابیں محفوظ تھیں جنہیں آپ اپنے طلباء اور دوسرے لوگوں کو (چاہے وہ ان کے شہر کے رہنے والے ہوں یا نہ ہوں) استعمال کرنے کی اجازت دیا کرتے تھے۔ علمی نکات

اور ان کی باریکیاں بتلانے میں انہیں یدطولٰی حاصل تھا "(۱۳) ۔

علامہ سیوطی م ۹۱۱ ھ نے بغیۃ الوعاۃ میں آپ کے بارہ میں ایک ایسا واقعہ نقل کیا ہے جس کو بآسانی تسلیم نہیں کیا جا سکتا ۔ آپ نے لکھا ہے :

"میں نے حاشیہ کشاف مصنفہ علامہ طیبی میں یہ الفاظ دیکھے کہ طیبی نے اپنے بارہ میں یہ لکھا کہ انہیں ابوحفص السہروردی سے شرف تلمذّ حاصل ہے "(۱۴) ۔

اس حوالہ سے بعض تذکرہ نگاروں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ علامہ طیبی مشہور صوفی بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردی م ۶۳۲ھ/۱۲۳۴ء کے شاگرد ہیں ۔ حالانکہ یہ واضح ہے کہ شیخ شہاب الدین ساتویں صدی ہجری کے شروع میں ہی فوت ہو گئے تھے اور علامہ طیبی کا شمار آٹھویں صدی ہجری کے علماء میں ہوتا ہے ۔ البتہ مرزا باقر خوانساری نے روضات الجنات میں ایک اور شہاب الدین کا ذکر کیا ہے جن کا نام محمد بن یحیی اور لقب شہاب الدین ہے۔ یہ امام رازیؒ کے معاصر تھے اور انہیں مشہور صوفی بزرگ صاحب عوارف المعارف کا بھانجا لکھا ہے (۱۵) ۔

قیاس کہتا ہے کہ شاید یہی شخصیت علامہ طیبی کے استاد ہوں ۔

علامہ طیبی کے علمی کمالات سے متأثر ہو کر مشہور تذکرہ نگاروں نے آپ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا چنانچہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"آپ اپنے وقت کے علامہ ، معقولات، عربی زبان و ادب اور علم معانی و بیان کے مشہور امام شمار ہوتے تھے"(۱۶) نواب صدیق حسن خاں نے بھی آپ کو مشہور امام اور صالح عالم کے القاب سے یاد کیا ہے (۱۷) ۔ صوفی وقت علامہ عبدالوہاب شعرانی نے لکھا ہے :

,,که آپ بیک وقت محدث، صوفی، نحوی، فقیه اور اصولی تھے ـ یه تمام خوبیاں بیک وقت بہت کم کسی ایک محقق میں اکٹھی ہوتی ہیں،،(۱۸) ـ

آپ کا روزانه کا معمول یه تھا که صبح سے نماز ظہر تک تفسیر کا درس دیا کرتے تھے پھر نماز ظہر سے نماز عصر تک بخاری شریف کا درس دیا کرتے تھے ـ قرآن کریم کے درس میں اپنی مرتب کردہ تفسیر کو پیش نظر رکھتے تھے ـ ایک روز تفسیر کے درس سے فراغت کے بعد درس حدیث کے لئے تیاری کر رہے تھے که اپنے گھر سے قریبی مسجد میں تشریف لے گئے وہاں بیٹھ کر نوافل ادا کئے اور فرض نماز کے انتظار میں تھے که اچانک رو بقبله رحلت فرمائی ـ تاریخ وفات بروز منگل ۱۳ شعبان ۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء ہے ـ

تصانیف :

علامه طیبیؒ کی اکثر تصانیف مخطوطات کی شکل میں پاک وہند کے کتب خانوں کی زینت ہیں ـ بدقسمتی سے ان کی کوئی تصنیف آج تک زیور طبع سے آراسته نه ہوسکی ـ ان کی تصانیف کی تعداد چھ بیان کی جاتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے ـ

۱ ـ **التبیان** : یه کتاب علم معانی وبیان سے متعلق ہے طیبی نے اس کی ایک شرح بھی لکھی تھی ـ

۲ ـ **مقدمه فی علم الحساب**

۳ ـ **اسماء الرجال**

۴ ـ **الخلاصة فی معرفة الحدیث** ـ یه کتاب فن حدیث کے سلسلۂ کی ایک تعارفی و بنیادی کتاب تھی ـ

۵ ـ **فتوح الغیب فی الکشف عن قناع الرَّیب** ـ

یه کتاب علامه طیبی کا علم تفسیر میں وہ شاہکار ہے جس کی

وجه سے وہ مشرق و مغرب میں مشہور و معروف ہو گئے۔ کیونکہ اس کتاب میں علامہ طیبی نے علامہ محمود بن عمر الزمخشری م : ۵۳۵ھ کی مشہور تفسیر الکشاف عن حقائق التنزیل پر ناقدانہ انداز سے کلام کیا اور اس کی کمزوریوں اور اہل سنت کے خلاف ان کے پروپیگنڈے کا دفاع کیا جس کی وجہ سے مشہور مؤرخ علامہ ابن خلدون کو یہ اعتراف کرنا پڑا ۔

,,لقد وصل الینا فی هذه العصور تالیف لبعض العراقیین وهو شرف الدین الطیبی شرح فیه کتاب الزمخشری هذا وتتبع الفاظ وتعرض لمذاهبه فی الاعتزال بادلّةٍ تزیّفها ویبین ان البلاغة انما تقع فی الآیة علی مایراه اهل السنة لاعلی مایراه المعتزلة فاحسن فی ذلک ما شاء مع امتاعه فی سائر فنون البلاغة ،، (۱۹)۔

اب ہمارے اس دور میں بعض عراقی علماء میں سے ایک عالم شرف الدین طیبی کی تصنیف ہمارے ہاتھوں میں ہے جنھوں نے زمخشری کی تفسیر پیش نظر رکھ کر لغوی نکات تو انہیں سے نقل کئے لیکن مسلک اعتزال کے سلسلہ میں ان پر کڑی تنقید کی اور ان کے دلائل پر نکتہ چینی کی اور یہ واضح کر دکھایا کہ بلاغت قرآن کریم کو اہل سنت نے سمجھا ہے نہ کہ معتزلہ نے (سچ تو یہ ہے کہ فاضل مصنف نے) تحقیق کا حق ادا کر دیا اور فن بلاغت کی نایاب و نادر بحثیں بھی اس میں شامل کر دیں ۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اس کتاب کے بارہ میں لکھتے ہیں :

,,شرح الکشّاف شرحا کبیرا و أجاب عما خالف مذهب اهل السنة احسن جواب یعرف فضله من طالعه،،(۲۰) ۔

طیبی نے (زمخشری) کی کشاف کی ایک بڑی شرح لکھی اور ان اعتراضات کے بہتر جوابات تحریر کئے جو انہوں نے اہل سنت پر وارد

کئے تھے جس سے ان کی علمی برتری بخوبی واضح ھو جاتی ہے۔

امام شوکانی طیبی کے علمی فضل و کمال کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ھیں :

,,وحاشية على الكشّاف هى النفس حواشيه على الاطلاق مع ما فيها من الكلام على الاحاديث فى بعض الحالات اذا اقتضىٰ الحال ذلک على طريقة المحدثين مما يدل على ارتفاع طبقة فى علمى المعقول والمنقول ,,(۲۱) ۔

طیبی کا حاشیه کشاف کا شمار عمده و نفیس حواشی میں ھوتا ہے جہاں ضرورت کے مطابق طیبی نے محدثین کے انداز میں کشاف میں مذکوره احادیث پر کلام کی جس سے طیبی کے علمی مقام کا پته ملتا ہے که وه بیک وقت علم معقول و منقول میں ماھرانه حیثیت رکھتے تھے ۔

افسوس که یه علمی شاهکار اب تک شائع نه ھو سکا ۔ اس کے آخری پندره پارے سندھ یونیورسٹی لائبریری میں موجود ھیں اور مکمل کتاب خدابخش لائبریری پٹنه (بھارت) میں محفوظ ہے ۔ یه نسخه ۷٦۸ھ کا لکھا ھوا ہے ۔

٦ ۔ الكاشف عن حقائق السنن :

یه مشکوۃ المصابیح کی سب سے پہلی شرح ہے ۔ اس شرح کے تعارف و تبصره پیش کرنے سے قبل اس کا مختصر پس منظر بیان کرنا ضروری ہے ۔

مصباح کے معنی چراغ کے ھیں اور مشکوۃ اس آله کو کہتے ھیں جس میں چراغ رکھا جاتا ہے ۔ مقصد یه ہے که یه کتاب علم کی روشنی کا مرکز ثابت ھوگی ۔ بنیادی طور پر یه کتاب مصابیح السنة کی ترقی یافته شکل ہے جس کے مصنف ابو محمد حسین بن

مسعود الفراء البغوی م : ۵۱٦ ھ/ ۱۱۲۲ء ھیں ۔ آپ چھٹی صدی ھجری کے شافعی المسلک محدث ھیں جنھوں نے ابواب فقہ کی ترتیب کے مطابق یہ کتاب مرتب کی اور حدیث کی گذشتہ روایات سے ھٹ کر صرف متن کا ذکر کیا اور سند کو چھوڑ دیا ۔ یہ کتاب عام طور پر مدارس میں پڑھائی جاتی تھی اور اس کی علمی افادیت مسلم تھی ۔ آٹھویں صدی ھجری کے متبحر عالم ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی م: ۷۴۲ ھ کے ذھن میں یہ خیال آیا کہ وہ حدیث کے طلباء کے لئے کوئی نئی کتاب لکھیں انھوں نے اس خواھش کا اظہار اپنے فاضل استاذ علامہ طیبی سے کیا ۔ چنانچہ استاذ مذکور نے مشورہ دیا کہ نئی کتاب تصنیف کرنے کی بجائے مصابیح السنۃ کو ازسر نو مرتب کیا جائے تاکہ اس کی ممکنہ خامیوں کا ازالہ ہو سکے ۔ علامہ طیبی نے اس امر کا اعتراف اپنی کتاب کے مقدمہ میں اس طرح کیا ہے ۔

,,ھمارا اتفاق رائے اس بات پر ھوا کہ جمع حدیث پر نئی کتاب کا اضافہ کرنے کی بجائے مصابیح السنۃ کی تکمیل کر لی جائے "(۲۲) ۔

مشکوۃ المصابیح کی اس اھمیت کے پیش نظر جلیل القدر علماء کرام نے اس کی شروح و حواشی لکھے جن میں سب سے قابل ذکر خطیب تبریزی کے استاد علامہ طیبی کی شرح ,,الکاشف عن حقائق السنن" ہے ۔ یہ کتاب مشکوۃ المصابیح کی شروح کے سلسلہ میں آنے والے تمام شارحین کے لئے بنیاد کا درجہ رکھتی ہے ۔ چنانچہ ھر شارح نے مشکوۃ المصابیح کی شرح لکھتے وقت اسے پیش نظر رکھا ہے ۔ احادیث کے مطبوعہ شروح، حواشی اور تعلیقات میں اس کے حوالہ جات نظر آتے ھیں اور بعض اوقات اس شرح کی مکمل عبارات نقل کر دی گئی ھیں ۔

چنانچه علامه ابن حجر عسقلانی لکھتے ھیں :

,,وأمر بعض تلامذته باختصار المصابيح على طريقه نهجها له وسمّاه المشكوة وشرحها شرحاً حافلاً،،(۲۳) ۔

یعنی بغوی کی مصابیح السنة کو مختصر کرنے اور اسے ایک مخصوص طریقه پر مرتب کرنے کی ھدایت طیبیؒ نے اپنے شاگرد کو کی اور اس کا نام ,,مشکوۃ المصابیح،، تجویز کیا اور پھر اس کی عمده شرح لکھی ۔

خود مؤلف نے اسماء الرجال پر جو رساله ,,الاکمال فی اسماء الرجال،، کے نام سے لکھا ہے اس کے آخر میں اس امر کا اعتراف کیا ہے که انھوں نے یه کتاب اپنے استاد کے مشوره اور اعانت سے مکمل کی ہے (۲۴) ۔ وه لکھتے ھیں :

,,انا اضعف العباد الراجي الى . . .. . بمعاونة شيخى و مولائى سلطان المفسرين و امام المحققين شرف الملة والدين حجة الله على المسلمين الحسين بن عبدالله بن محمد الطيبى متعهم الله بطول بقائه،، (۲۵) .

میں کمزور و ناتواں بنده خدا ، رحمت خداوندی کا امیدوار . . . . نے اس کتاب کو اپنے استاد اور آقا کی مدد سے پایه تکمیل تک پہونچایا ۔ آپ مفسرین کے سرخیل اور محققین کے امام ھیں اور ملت اسلامیه کے لئے باعث فخر اور مسلمانوں کے لئے الله تعالی کی حجت ھیں جن کا نام حسین بن عبدالله محمد الطیبی ہے ۔ الله تعالی ان کی درازی عمر سے لوگوں کو نفع دے ۔

علامه طیبیؒ نے اپنی کتاب ,,الکاشف عن حقائق السنن،، کے مقدمه میں اس سلسله میں لکھا ہے :

,,كنت قبل قد إستشرت الاخ فى الدين المساهم فى اليقين بقية الاولياء وقطب الصلحاء وشرف الزهاد والعباد ولى الدين بن محمد بن عبدالله الخطيب دامت بركة بجمع اصل من الاحاديث المصطفوية على صاحبها افضل التحية والسلام فاتفق رأينا على تكملة المصابيح وتهذيبه . . . . . ثم انه بذل وسعه فلما فرغ عن اتمامه شمرت الجد فى معضله،،(٢٦) ۔

میں نے اس سے پہلے اپنے دینی بھائی سے اس سلسلہ میں مشورہ لیا ۔ آپ صالحین کے قطب اور اس دور میں اولیاء اللہ کی نشانی و علامت سمجھے جاتے ھیں ۔ آپ کی شخصیت عابدوں اور زاھدوں کے لئے باعث شرف ہے۔ جس کا نام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کی احادیث مبارکہ کو اکٹھا کرکے دوبارہ مرتب کیا جائے ۔ ھم دونوں مصابیح السنۃ کی تکمیل اور اس کی ازسر نو ترتیب پر متفق ھوئے — جونہی انہوں نے اس منصوبہ کو جانفشانی اور محنت سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا تو میں نے اس کی شرح کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور اس کی گتھیوں کو سلجھایا ۔

یہاں یہ امر ملحوظ خاطر رھے کہ شیخ ولی الدین الخطیب نے مشکوۃ المصابیح کے آخر میں اس کی تاریخ تصنیف بھی درج کی ہے۔ وہ لکھتے ھیں :

,,قد وقع الفراغ من جمع الاحاديث النبوية آخر يوم الجمعة من رمضان عند رؤية الهلال شوال سنة سبع وثلاثين سبعمائة،،(۲۷) ۔

احادیث نبویہ کے اکٹھے کرنے سے فراغت رمضان المبارک کے آخری جمعہ میں ھوئی جب کہ شوال کا چاند دکھائی دینے والا تھا اور یہ کام ۷۳۷ ھ میں پایۂ تکمیل تک پہنچا ۔

البته الاکمال جواب مشکوۃ المصابیح کے آخر میں شائع ہوتا ہے سے فراغت جمعہ کے روز ۲۰ رجب ۷۴۰ھ میں ہوئی "(۲۸) ۔

گویا مشکوۃ کی تصنیف کے بعد الاکمال تین برس میں مکمل ہوا اس اعتبار سے غالباً یہ پہلی کتاب ہے جس کا متن شاگرد نے تیار کیا اور استاد نے شرح لکھی ۔ اگر علامہ طیبیؒ کی وفات ۷۴۳ھ ہی تسلیم کرلی جائے تو اس لحاظ سے متن کی تالیف کے چھ برس کے اندر یہ شرح تیار ہو چکی تھی ۔ دنیا میں سب سے بڑی عزت جو کسی کتاب کی ہو سکتی ہے وہ اس کی مقبولیت اور شہرت ہے چنانچہ مشکوۃ المصابیح کو یہ فخر حاصل ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کی احادیث و روایات کے اس مجموعہ میں اتنی برکت عطا فرمائی اور اسے ایسی عالمگیر شہرت و مقبولیت بخشی کہ زمانہ تالیف (۷۳۷ھ) ہے اب تک اسلامی ممالک کے دینی جامعات میں اس کا درس برابر جاری ہے اور رہتی دنیا تک اسے یہ مقام حاصل رہے گا۔

مآخذ الکاشف عن حقائق السنن :

علامہ طیبی نے اس کتاب کے شروع میں ان مآخذ کی خود نشاندھی کی ہے جن کی مدد سے انہوں نے یہ شرح پایۂ تکمیل تک پہنچائی ۔ چنانچہ اگر آج کوئی محقق اس مخطوطہ کو ایڈٹ کرکے شائع کرنا چاھے تو اس کے لئے ان مآخذ کا مطالعہ ناگزیر ہوگا اور ایڈیٹنگ (Editing) میں بھی آسانی رہے گی ۔ یہ مآخذ درج ذیل ھیں :

۱ ۔ معالم السنن و احکامھا شرح سنن ابی داؤد مصنفہ خطابی م ۳۸۸ ھ ۔

۲ ۔ شرح السنة مصنفہ حسین بن مسعود الفرّاء البغوی م : ۵۱٦ھ ۔

۳ ۔ شرح صحیح مسلم مصنفہ امام نووی م : ٦۷٦ ھ ۔

۴ ـ الفائق فی غریب الحدیث مصنفه محمود بن عمر الزمخشری م : ۵۳۸ هـ ـ

۵ ـ مفردات القرآن مصنفه امام راغب اصفهانی م : ۵۰۲هـ ـ

٦ ـ النهایة مصنفه ابن اثیر الجزری م : ٦۳۰ هـ ـ

۷ ـ المیسر للمصابیح مصنفه فضل اللہ بن حسین تورپشتی ـ

۸ ـ تحفة الابرار مصنفه قاضی ناصر الدین بیضاوی م : ٦۸۵هـ ـ

۹ ـ مظہر ـ

۱۰ ـ الاشرف (۲۹) ـ

علامه طیبیؒ کی شرح الکاشف عن حقائق السنن کے تفصیلی مطالعه سے یه محسوس هوتا ہے که انهوں نے اس شرح میں اکثر متقدمین علماء کی کتابوں پر کافی انحصار کیا جن کا ذکر هم ابهی کر چکے هیں مثلاً انهوں نے احادیث مشکوۃ کی شرح کرتے وقت علامه نووی کی شرح صحیح مسلم سے بہت زیاده استفاده کیا ہے جس کے حواله جات پوری کتاب میں بکھرے نظر آتے هیں ـ اس شرح کے مطالعه سے یه بهی واضح هوتا ہے که انهوں نے سلف صالحین کے اقوال کسی تنقید و تبصره کے بغیر یکجا کر دئے هیں ـ امام راغب اصفهانی کی مفردات سے بهی فائده اٹھایا اور قاضی بیضاوی کے بعض علمی نکات بهی درج کئے هیں ـ مثلاً مشهور حدیث انما الاعمال بالنیات میں لفظ نیت کی وضاحت کرتے هوئے راغب اصفهانی اور قاضی بیضاوی کی بیان کرده تشریحات بطور سند نقل کی هیں ـ

اس شرح کے بنظر غائر مطالعه کے بعد یه کہا جا سکتا ہے که علامه طیبی صرف محدث هی نه تهے بلکه فقه پر بهی انهیں گہری نظر تهی ـ چنانچه انهوں نے بعض احادیث سے فقہی مسائل کا استنباط بهی کیا ہے ـ بعض اوقات اقول کہه کر تمام علماء کے

برعکس اپنی انفرادی رائے کا بھی اظہار کرتے ھیں ۔

چونکہ علامہ طیبی کی یہ شرح مشکوۃ المصابیح کی طویل شرحوں میں شمار نہیں ھوتی جیسا کہ بعد میں اکثر شارحین حدیث کا رجحان طوالت پسندی ہے ۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے صرف حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت طیبی کے بیان کردہ چند علمی نکات پیش کر رہے ھیں ۔

۱ ۔ پیغمبر علیہ السلام نے ھجرت کا ذکر کرتے وقت عورت کے ساتھ دنیا کا ذکر کیوں کیا ؟ اس کی دو وجوھات درج کی ھیں ۔

الف ۔ اس مشھور واقعہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا جب کہ ایک شخص نے صرف اس لئے ھجرت کی تھی کہ وہ ام قیس سے نکاح کرنے کا خواھاں تھا ۔

ب ۔ ان دو امور کا ذکر کرکے لوگوں کو ان سے خبردار کرنا اور ڈرانا مقصود تھا ۔

اس حدیث کی وضاحت اور تفسیر کے سلسلہ میں اس مضمون سے متعلق ایک حدیث اس کی تائید میں نقل کی کہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا : الخیل ثلثۃ لرجل اجر و لرجل ستر و علی رجل وزر، فالذی لہ اجر فرجل ربطھا فی سبیل اللہ واما الذی ھی ستر فرجل ربطھا تعنیا وتعففا واما الذی علیہ وزر فرجل ربطھا فخراً ورياءً "

کہ بہادر تین انسان ھو سکتے ھیں ۔ پہلا کسی انسان کے لئے اجر و ثواب کا باعث ہے ، دوسرا کسی کے لئے ڈھال بن سکتا ہے اور تیسرا کسی کے لئے (قیامت کے دن) بوجھ اور وبال ثابت ھوگا ۔ اجر و ثواب کا مستحق وہ ہے جس نے سواری اللہ تعالی کی راہ میں کام لانے اور اسے خوش کرنے کے لئے اپنے پاس رکھی ، اور جس کے لئے گناھوں کی ڈھال بنے گی وہ ایسا شخص ہے جس نے اسے باعث اجروثواب سمجھ

کر اپنے پاس رکھا ۔ اور تیسرا شخص جس نے گھوڑا وغیرہ محض تکبر اور دکھلاوے کے لئے اپنے پاس رکھا یہ امر اس کے لئے قیامت کے دن گناھوں کا بوجھ ثابت ہوگا ۔

علامہ طیبیؒ نے اس حدیث میں عورتوں کے سلسلہ میں قرآن کریم کی اس آیت سے بھی استشہاد کیا ہے۔ زین للناس حب الشھوات من النساء ۔ آل عمران : ۱۴ ۔

اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی نے عورتوں کو خواھشات کا مرکز بتلایا ہے اور شھوات کی وضاحت لفظ نساء سے کی گئی ہے۔ ھجرت کی لغوی تحقیق کرنے کے بعد ھجرت کی پانچوں قسمیں بیان کیں اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے سیاق و سباق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ھجرت سے مراد صرف مکہ سے مدینہ ھجرت ہے ۔ لفظ دنیا کی تحقیق کے سلسلہ میں کسی غیر معروف عرب شاعر کے شعر سے استشہاد کیا ہے۔

اس شرح کے تفصیلی مطالعہ کے بعد اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اسے جدید فنی تحقیق کے اصولوں کے تحت دوبارہ مرتب کیا جائے ۔ احادیث کے عناوین باندھے جائیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ حدیث کہاں سے شروع ہو رہی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دوران مطالعہ بے شمار علمی نکات سامنے آتے ھیں جب تک انہیں مرتب انداز میں پیش نہ کیا جائے تو اس عظیم شرح سے استفادہ ناممکن ہوگا آخر میں اس کا انڈکس تیار کیا جائے تاکہ حوالہ دینے میں آسانی ہو۔

سننے میں آیا ہے کہ اس شرح کا کچھ حصہ چھپ چکا ہے۔ لیکن اس کتاب کے مکمل قلمی نسخے ھند و پاک کے بعض سرکاری و غیر سرکاری کتب خانوں کی زینت ھیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱ ۔ سنٹرل لائبریری بہاولپور کا قلمی نسخہ ۸۴۷ھ کا لکھا ہوا ہے جس کا خط بآسانی پڑھا جا سکتا ہے اس کے آخر میں شہزادہ عالمگیر کی مہر ہے جس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ قلمی نسخہ شہزادہ عالمگیر کے ذاتی کتب خانہ یا اس کے زیر مطالعہ رہا ہے۔

۲ ۔ گڑھی افغاناں کے خاندانی کتب خانہ میں ایک خوبصورت خط میں لکھا ہوا قلمی نسخہ محفوظ ہے۔

۳ ۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے ذاتی کتب خانہ میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود تھا۔

۴ ۔ دارالعلوم شہابیہ سیالکوٹ کے کتب خانہ میں ایک اور نسخہ موجود ہے۔

حوالہ جات

۱ ۔ Brockelman: G, 64, S, 11 : 67.

۲ ۔ ولی الدین الخطیب : الاکمال ، اصح المطابع ، کراچی ت ۔ ن ، ص ٦۲۸ .

۳ ۔ حوالہ سابق ، ص ٦۲۸

۴ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنہ ، دارالکتب الحدیثہ ، عابدین ، ۱۹٦٦، ج ۲ ص ۱۵٦
عمر رضا کحالہ : معجم المؤلفین ، مطبعۃ الرقی ، دمشق ، ۱۹۵۷، ج ۴ ص ۵۳
زرکلی : الاعلام ، مطبعہ کوتسوماس وشرکاوہ ، ت ۔ ن ، ج ۲ ص ۲۸
محمد بن علی الشوکانی : البدر الطالع ، مطبعۃ السعادۃ ، قاھرہ ، ج ۱ ص ۲۲۹ .
نواب صدیق حسن خان : التاج المکلل ، مطبعۃ الھندیہ العربیۃ ، ص ۳۷۳
عبدالحی بن العماد الحنبلی ، شذرات الذھب ، مکتبۃ التجاریہ ، لبنان ، ت . ن ج ٦ ص ۱۳۷ ۔ ۱۳۸

۵ ۔ جلال الدین سیوطی : بغیۃ الوعاۃ ، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی ، ۱۹٦۴، ج ۱ ص ۵۲۲

٦ ۔ سخاوی : حاشیۃ الدرر الکامنہ ، ج ۲ ص ۱۵٦

۷ ۔ ولی الدین الخطیب : الاکمال ، ص ٦۲۸

۸ ۔ یاقوت حموی الرومی : معجم البلدان ، دار صادر بیروت ۱۹۵۷ء ، ج ۴ ص ۵۲ ۔ ۵۳

۹ ۔ حواله سابق : ص ٦۷

۱۰ ۔ ابن اثیر الجزری : اللباب فی تهذیب الانساب ، مکتبه القدسی ، قاهره ، ۱۳۵٦هـ ، ج ۲ ص ۹۷ .

۱۱ ۔ یاقوت حموی : معجم البلدان ، ج ۴ ص ۵۲ ۔ ۵۳

۱۲ ۔ محمد بن علی الشوکانی : البدر الطالع ، ج ۱ ص ۲۲۹

۱۳ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنه ، ج ۲ ص ۱۵٦

۱۴ ۔ جلال الدین سیوطی : بغیة الوعاة ، ج ۲ ص ۵۲۳

۱۵ ۔ مرزا محمد باقر الخوانساری ، روضات الجنات ، مطبعة سید سعید الطباطبائی ، ایران ۱۳۴۷هـ ، ص ۲۲۴

۱٦ ۔ جلال الدین سیوطی ، بغیة الوعاة ، ج ۱ ص ۵۲۲

۱۷ ۔ نواب صدیق حسن خان : التاج المکلل ، ص ۳۷۳

۱۸ ۔ عبدالوهاب الشعرانی : لطائف المنن ، مطبعة میمنیه ، مصر، ت . ن ، ج ۱ ص ۴۱ ۔

۱۹ ۔ ابن خلدون : المقدمة ، مؤسسة الاعلی للمطبوعات ، لبنان ت .ن ، ص ۳۳۰

۲۰ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنة ، ج ۲ ص ۱۵٦

۲۱ ۔ محمد بن علی الشوکانی : البدر الطالع ، ج ۱ ص ۲۲۹

۲۲ ۔ علامه طیبی : مخطوطه الکاشف عن حقائق السنن ، مملوکه سنٹرل لائبریری بهاولپور ، ورق اول

۲۳ ۔ ابن حجر عسقلانی : الدرر الکامنه ، ج ۲ ص ۱۵٦

۲۴ ۔ ولی الدین الخطیب : الاکمال ، ص ٦۲۸

۲۵ ۔ حواله سابق : ص ٦۲۸

۲٦ ۔ علامه طیبی : مخطوطه الکاشف عن حقائق السنن ، ورق اول و دوم .
کاتب چلپی : کشف الظنون ، ج ۲ ص ۱۷۰۰

۲۷ ۔ ولی الدین الخطیب : مشکوة المصابیح ، اصح المطابع کراچی ، ت . ن ، ص ۵۸۴

۲۸ ۔ الاکمال : ص ٦۲۸

۲۹ ۔ علامه طیبی کی بیان کرده آخری دو کتابیں اس قدر غیر معروف هیں که کشف الظنون جیسی کتاب میں بهی ان کا تذکره نه مل سکا ۔ خود طیبی نے بهی ان کے مصنفین کے نام نهیں لکھے ۔

●●●